روئیداد مناظرہ کوہاٹ

موضوع

مروجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مابین

مناظر اہلسنت مولانا ابوایوب قادری صاحب مدظلہ العالی

مناظر اہل بدعت مولوی اعظم جلالی بریلوی

مرتب

ساجد خان نقشبندی

انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ

Scanned with CamScanner

Barelviyo Se Jb Bhi " Eid Milad Un Nabi " Par Munazera Hoga To Barelvi Munazir Ulama E Deoband Ki Kitaab " Tazkira E Rasheed " Aur " Imdad Ul Mushtaq " Aur " Faisla Haft Masla " Jaisi Kitaabe Pesh Karke Mansookh Baato Ko Nikalte Hai Jo Baate Ashraf Ali Thanvi r.a Ne Unn Se Rujoo Kar Li Hai ...To Ye Ilzaamat Ke Jawabat Molana Abu Ayyub Qadri Sahab Ne Barelvi Ke Sath Munazera Ne Diye Hai dekh Le ...👇👇👇

Scanned with CamScanner

سامنے یہ کتاب تذکرۃ الرشید ہے اس کے اندر یہ تمہارے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ہیں یہ فرماتے ہیں ص نمبر ۱۱۸ کے اوپر یہ بات لکھی ہوئی ہے یہ دیکھو اپنی منافقت پر ذرا غور کرنا یہ تم کہتے ہو کہ ہم اس کو جائز بھی کہتے ہیں یہ تمہارے اشرف علی تھانوی صاحب کا خط لکھا گیا تھا مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا تھا کہ تو مجلس مولود میں جاتا ہے تو اس نے آگے سے یہ جواب دیا:

"وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا
کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے"

تو پتہ چلا کہ تنخواہ کیلئے میلاد منانا جائز ہے میں کہتا ہوں کہ تم نے آج یہ دعوی اسی لئے کیا کہ سنیوں کے ٹکڑوں پر پلتے (۱) ہو یہ دیکھو واضح طور پر کہتا ہے کہ دنیاوی منفعت کیلئے مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے کیا تنخواہ کیلئے میلاد منانا جائز ہے؟ یہ اس بات کا بھی آپ کو جواب دینا پڑے گا۔۔۔

(ٹائم ختم)

---

(۱) بریلوی مناظر نے یہاں بدترین دجل وفریب کا مظاہرہ کیا اول دجل تو یہ کہ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مرجوع ہے جیسا کہ قادری صاحب آگے وضاحت فرمائیں گے ثانیا حضرت تھانوی کا یہ خط ۵ صفحات پر مشتمل ہے اس میں بھی انہوں نے صاف طور پر لکھا ہے کہ وہ میلاد کو نہ تو عبادت سمجھتے ہیں نہ دین کا حصّہ نہ کار خیر کو اس پر موقوف سمجھتے ہیں نہ اسے عشق رسالت کی کوئی نشانی البتہ چونکہ بعض علماء کے اقوال اس کے جواز پر ملتے ہیں تو میرے نزدیک اس کا درجہ زیادہ سے زیادہ مباح کا ہے اور چونکہ میں جس علاقے میں رہنے والا ہوں ان کی زیادہ تر تعداد میلاد منانے والوں کی ہیں اس لئے ان محافل میں شریک ہوجاتا ہوں اس سے ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ یہاں کے لوگ اتنا مسجدوں میں نہیں آتے جتنا ان محافل میں آتے ہیں اس لئے یہاں اصلاح عقائد و اعمال کا موقع مل جاتا ہے لہٰذا جب یہ عمل مباح ہے تو اس شدت سے اس پر انکار نہیں کرنا چاہئے خاص کر میں جس جگہ پر رہا ہوں وہاں انکار کی صورت میں میرا رہنا دشوار ہوجائے گا اس سے جہاں دیگر مفاسد پیدا ہونگے وہاں کچھ مالی پریشانی کا سامنا بھی کرنا پڑے گا کہ مجھے مدرسہ چھوڑنا پڑے گا جس سے کچھ مالی منفعت ہوجاتی ہے یا تنخواہ ملتی ہے غرض حضرت تھانوی یہاں مالی

Scanned with CamScanner

منفعت کا ذکر مدرسے کے حوالے سے کر رہے ہیں نہ کہ میلاد کے حوالے سے اسی خط میں حضرت تھانوی کی چند عبارات ملاحظہ ہوں جس سے ان کا اصل موقف بالکل صاف ہو جائے گا:

''الحمدللہ مجھ کو نہ غلو و افراط ہے نہ اس کو موجب قربت سمجھتا ہوں مگر توسع کسی قدر ضرور ہے''

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۶)

آگے ایک مقام پر فرماتے ہیں

''نہ کسی دن ان اعمال کی (یعنی میلاد کی) وقعت ذہن میں آئی نہ خود رغبت ہوئی اور نہ اوروں کو ترغیب دی بلکہ اگر کبھی اس قسم کا تذکرہ آیا تو یہی کہا گیا کہ اولی یہی ہے کہ خلافیات سے بالکل اجتناب کیا جائے مگر جس جگہ میرا قیام ہے وہاں ان مجالس کی کثرت تھی اور بے شک ان لوگوں کا غلو بھی تھا چنانچہ ابتدائی حالت اس انکار پر میرے ساتھ بھی لوگوں نے مخالفت کی مگر میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی تین چار ماہ گزرے تھے کہ حجاز کا اول سفر ہوا تو حضرت قبلہ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ اس قدر تشدد مناسب نہیں جہاں ہوتا ہو انکار نہ کرو جہاں نہ ہوتا ہو ایجاد نہ کرو اور اس کے بعد جب میں ہندو کو واپس آیا تو طلب کرنے پر شریک ہونے لگا اور یہ عزم رکھا کہ ان لوگوں کے عقائد کی اصلاح کیجاوے چنانچہ مختلف مواقع و مجالس میں ہمیشہ اس کے متعلق گفتگو کرتا رہا اور جتنے امور اصل عمل سے زائد تھے سب کا غیر ضروری ہونا اور ان کی ضرورت کے اعتقاد کا بدعت ہونا صاف صاف بیان کرتا رہا''۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۷)

آگے حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ:

''فیصدی نوے موقع پر عذر کر دیا اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالی سے امید تسامح ہے بہرحال وہاں بدوں شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ ملتی ہے اور بفضلہ تعالی وعظ وغیرہ کے بعد تو لینے کی مطلقا میری عادت نہیں''۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۸)

آگے کی عبارت ہی میں صاف طور پر حضرت تھانوی نے فرمایا کہ وعظ پر کچھ لینے دینے کی میری عادت نہیں جس کو بریلوی مناظر ہضم کر گیا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ حضرت تھانوی میلاد پر تنخواہ لیتے تھے۔ لیکن بعد میں حضرت نے اس سے بھی رجوع کر لیا اور ایسی مجالس میں جانا بالکل بند کر دیا اگر حضرت تھانوی کا مقصود دنیاوی منفعت ہوتا تو بعد میں رجوع کیوں کرتے؟؟

Scanned with CamScanner

تتمہ

جب حضرت قادری صاحب نے امداد المشتاق اور حضرت تھانویؒ کی دیگر عبارات کے متعلق یہ جواب دیا کہ حضرت پہلے نفس میلاد کے قائل تھے (جو مروجہ قیودات سے پاک ہو) مگر بعد میں اس سے بھی رجوع کرلیا لہذا یہ اقوال بمنزلہ ''حکم منسوخ'' کے ہیں آپ حضرت تھانویؒ کے مرجوع اقوال پیش نہ کریں تو اس پر بریلوی استہزاء کے طور پر ہنسے گویا ان علمی یتیموں کے ہاں کسی مسئلہ سے رجوع کرنا کوئی انوکھی بات ہے حالانکہ کسی مسئلہ سے کسی عالم دین کا رجوع کرلینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں انانیت اور تکبر نہیں بلکہ حق کا متبع ہے۔

حضرت تھانویؒ وہ پہلی شخصیت نہیں جنہوں نے کسی مسئلہ سے رجوع کیا ہو آپ سے پہلے بھی بڑے بڑے اکابر اپنے موقف سے رجوع کرتے رہے جمع قرآن کے متعلق کس صاحب علم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کے مشورے پر عمل کیا، اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک مجنونہ عورت جس کو ٦ ماہ کا حمل ہوگیا تھا رجم کرنے کا حکم دیا تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ قرآن مجید میں ہے کہ و حمله و فصاله ثلثون شهرا وضع حمل کی مدت چھ ماہ بھی ہوتی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجنون سے حکم تکلیف اٹھالیا ہے وہ مکلّف نہیں تو حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور اپنے فیصلے سے رجوع کیا تفصیل کیلئے دیکھیں:

﴿الاستعیاب ج٣ ص٢٠٦ دار الکتب العلمیه﴾

اسی طرح مہر کے ایک مسئلہ میں حضرت عمرؓ نے ایک بڑھیا کے قول کی طرف رجوع کیا ملاحظہ ہو: المبسوط ج١٠ ص ١٥٢،١٥٣۔ حج کے دوران حیض آنے کے ایک مسئلہ پر حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو اختیار کیا اور اپنے قول سے رجوع کیا دیکھیں: فتح الباری ج ص ٥٨٨۔ امام ابوحنیفہؒ نے کئی اقوال میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا جیسا کہ صاحب علم حضرات پر مخفی نہیں، مگر یہاں کوئی یہ نہیں کہتا کہ:

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

Scanned with CamScanner

اب مرجوع عنہ قول کا حکم کیا ہے؟ تو علامہ شامیؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

"جس قول سے رجوع کرلیا گیا اب وہ اصلا اس فقیہ کا قول ہی نہ رہا وہ قول حکم منسوخ کے درجہ میں ہوگیا اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں"۔

(شرح عقود رسم المفتی: ص ۵۸ مکتبۃ البشری)

حضرت قادری صاحب نے اسی لئے فرمایا کہ مرجوع قول منسوخ کے حکم میں ہے لہٰذا دجل وفریب نہ کرو اور حضرت تھانویؒ کے منسوخ اقوال پیش نہ کرو اگر تمہارے نزدیک منسوخ اقوال پیش کرنا جائز ہے اور یہ دلیل بن سکتے ہیں تو گوہ کھاؤ کہ صحابہ کرامؓ کے دسترخوان پر گوہ موجود تھی مگر بعد میں اس کا حکم منسوخ ہوگیا۔اسی سے حضرت قادری صاحب کے تبحر علمی کا اندازہ لگالیجئے۔

بریلوی مناظر نے اپنی تقریر میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی طرف منسوب ایک رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" بھی پیش کیا، اس رسالے کا اصولی جواب ان کی تقریر میں موجود تھا اول جواب تو یہ کہ مولوی نقی علی نے مشائخ کے اقوال بطور حجت پیش کرنے سے منع کیا ہے لہٰذا آپ کی اس دلیل کا کوئی جواز نہیں بنتا۔دوسرا جواب ہم سے سنو وہ یہ کہ یہ رسالہ حضرت حاجی صاحب کا لکھا ہوا نہیں ہے حضرت تھانویؒ کا لکھا ہوا ہے اور حضرت تھانویؒ نے اس قول سے رجوع کرلیا، جیسا کہ حضرت قادری صاحب نے وضاحت کی۔

مگران سب سے قطع نظر اس رسالے میں موجود اقوال ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"میلاد فی نفسہا مباح ہے مگران قیود کو سنت سمجھنا بدعت وتعدی حدود اللہ اور گناہ ہے"

اور ظاہر بات ہے کہ اہل بدعت مروجہ میلاد کا فرائض سے بھی زیادہ التزام کرتے ہیں اور ان قیودات کے بناء ان کے ہاں میلاد کا کوئی تصور ہی نہیں لہٰذا حاجی صاحب کا یہ فیصلہ ان ہی کے خلاف ہے ہمارے نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner